

M.B.KHAN ARTIST Doogawan LUCKNOW

جلد ۹ — نمبر ۲۶

مضامین غیر

یکشنبہ ۶ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

دہقانی قصیدہ

سجھ جیسا پورب سے پچھم اتر دورا — سکاری سے ہے جوڑہ کا آج دورا
نرکھ سے بچا کیسے آئی ہے آپ گی — جلت ہے ارے باپ رے ساری دنیا
چھپا بیٹھا ہے کہ کچہری کے بھیتر — کو بھوکھن مرا ماں ڈرانس ہے ڈیرا
گھرن ماں گھسے ہیں بیمارے ڈر کے — سہر کی گلین ماں پڑا ہے سنکا
جو دھوکے کو گوا پاپ کے کمانے — وہیں لوہ کا گلے ماں بڑھ کے ما جا
مرے جات ہیں بھوکے پیاسے بچارن — جو کچھ کھات ہیں تو دوبارت ہے بیچا
کو کا کو ناہیں ساتھی سنگھاتی — نہ بابا کا جوا نہ جوا کا آجا
تما دا ورے مور کہ دوائی صاحب — کہ سو جیت ہے آپن نہ آگا نہ پیچھا
بچے جون دن سے اپن ڈپٹی کلکٹر — بچائے کرم دھرم دیا کھیر ڈنکا
مصیبت میں کام آنے والا سبن کی — کہوں ایس حاکم سنا او نہ دیکھا
بڑائی کی گردہ نہیں جی ماں تنکو — میاں کا ہے جی سا ہے جس جیسا
نہ ہندو سے کینہ نہ مسلن سے میلی — برابر کے سمجھت ہیں دونوں کا جھنجا
بنائیس دیوان کا مورت دھرم کی — چھپا ان کے یہ وہ ماں ہے کو دیوتا
گرچ کچھ بچے نہ درست سے مطلب — سہر بھران یہ مورت ہے رہی جیر جا
کرت ہیں بھلائی کے برتاؤ سب سے — نہ پھیکی کہوں دوسرا انکی نیتی کا
نیاؤ کرن کا نرسیروان کی تنا ہے — بنے دان ٹھی ماں ہیں حاکم سراپا
یہ پرارتھنا اب دیو سے ہے آپن — کہ جب تک رہے جگت ماں پھیلا اجیرا
رہے جب تک سورج ماں جگمگاہٹ — رہے جب تک دھرتی ماتا کا چرچا
رہے جب تک آکاس موڑے کے اوپر — رہے جب تک چاند تارن کی لیلا
گھمن سیکھ نصرت رہیں مورت ایشر — رہے انکے اکبال پر سکو اتارا
اپنے اور ہم سیوہ دکھت کلم سے — ہمرا اسیں آما ستر دکا بھونکا
جڑی ٹیپ موڑے ماں چپٹ کے کر دیا — کہ سکھ ہمرا کو آپو کے کنجی کھیٹریا
دھرے دیت ہیں ہم کلم اور دوات — بس اب رام رام ہمری ہو چنے ہین کا

راقم مرکوب قنوجوری

بادۂ بے خمار

از افکار مرحوم نقیب الممالک شیرازی

باب ششم — طبابت

باب سادس شرح مکرر طبیب — فاتحہ باذا بقول العندلیب
چون غروری در طبابت اشتہار — بایدت سنگینی وزن و وقار
نیست در حکمت دلیلی را غرض — جز ازالۂ صحت و حفظ مرض
سفوف الدم مستحل الزواج باش — باسط الید قابض الارواح باش
در دستمال را از دوا بیمار کن — حق خود را گیر وز بیمار کن
ای کہ از تفتیح ستا تفسیح کن — وز سنا بیچارہ را تشریح کن
خون ریزان حصبہ و در مطبقہ — فصد کن در توبہ و در عرقہ
طفل را افیون ز عادت بیش دہ — جائے جدوار از جہالت بیش دہ
روغن را در لقوہ دکابوس دہ — کرک در قولنج ایلاؤس دہ
گوشت یا خرما دم اسہال و زحیر — رعشہ و کزاز را ماء الشعیر
ناتوانی در سبات افیون بدہ — چون باستر غار سیدی خون بدہ
سنج سودا را سزد موم و بصل — حلقش خربوزہ باشد با عسل
درد دل را گر جدو کیلاس دہ — سدہ را زرد آلو و ریباس دہ
سم عقرب را کہ نفس آید بکار — چون عنب کافور و فالج با خیار
چون روی بالین بیمار از نخست — دعوے فہم و فراست کن درست
با تنحنح جستجوے نبض کن — روح او را سست قبض کن
قبض و تلیین را مگر از بیش و کم — باز جو قارورہ و نفخ و شکم
لطف کن با ہر لطیف اندام و صاف — روے پستان زیر پان دجاے شاف
سینہ و ساعد و ساق و سرین — نرم نرمک لمس کن تا کاف و ....
ناتوانی قدح کن در مدح خویش — ہر طبیب پیش وند بیراست پیش
کاین عوام ابلہ کم تجربہ — از سرو دستان ہزاران مرتبہ
آنچہ گفتند از مرض بے ربط بود — وانچہ کردند از مداوا خبط بود
ہر کہ نامش شد چو مندیش بزرگ — در فراست بہرہ شد در حرص گرگ
گرچہ باشد در مطب باب و جد — کے توانند دفع اسہال کبد
الحذر از این حمار ابن البشر — نیست طب واللہ موروث از پدر
باز آورد ایں بیچارہ ر — بے سبب کشتید این بیچارہ را
بعد تقبیح طبیبان در علاج — باز گو از سستی و سوء مزاج
گر چنین امراض روے جان نبرد — والد ماجد بسم اتاین درد مرد
تا خورد بعد التیا والتے — ما امید از زندگانی کندہ ای
ذانکہ گر میرد برای عالم ہیچ — در شفا باید مسیحا دم شدی
چون غنود مجموع گردد نقد و مال — پرسشد اجل از جلال و از نقال

کہنہ سنجا ہے بچنگ آرد بجوشش
تا کہ خود پوستان بجوشند از خروش
در برت بطانہ خستہ و سمور
چشم جکاراں کند از غصہ کور
گر توہستی مادہ چرخ ایشان قدیم
نیست فرقے بین اعدام اے حکیم
کن بہ کشمیری بدل دستار را
اندکے اندک ترسہ کن عمامہ را
قطنی و دارائے و اطلس بپوش
زیر او اندر خالق سدہ بس بپوش
مخمل فرمائے ملک و باغ و راغ
خانہ روشن کن زجار و چل چراغ
تکیہ کن گہ بر پر و گہ بر پلنگ
گاہ بر استبرق تکیہ گا ہے بجیر
با تو آں بار ہے کہ اندر بینی است
خودستائی خودسری خودبینی است
چوں خدا خواہم نہ گشتے از نظر
پس خدا تم بایدت بجرا شبہ

سودیشی کونسل یا خانہ ساز اسمبلی

حضرت پنچ بہادر عنوان مندرجہ بالا حضور کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس ترقی کرنے والے زمانہ میں وجاہت پسندی کا طوفان بے تمیزی ... کے سیلاب کی طرح زور پکڑ رہا ہے۔

خانہ ساز انجمنوں کے ذریعہ سے خطابات۔ مدارج۔ مراتب کا استعمال بالجبر کھلے خزانے جاری و ساری ہے یہانتک کہ ایک ہمارے مہربان نے ولغریب نام کی ظاہری خوبصورتی کا لحاظ کرکے اپنی اہلیہ کا نام نورجہاں بیگم رکھ لیا پھر کیا تھا جہانگیر بادشاہ کی جانب سے ایک لیاچوڑا فرمان جاری ہوکر جواب طلب ہوا دعوے یہ تھا کہ کیوں بیوقوف ایک کالی کلوٹی ٹکی چپٹی بچھڑے پاؤں کی گدھی کا نام نورجہاں کس قاعدے سے رکھا ہے جواب دے۔ میرے حمایتی ... گھبرائے سٹپٹائے قانون پیشہ حضرات کی خدمت میں تشریف لائے وکیلوں بیرسٹروں کی جانب اس نیاز پر جواب صاف ملا کہ ہمارا ڈپلوما فقط اس دنیا میں بکار آمد ہے ملک عدم کے ہائیکورٹ میں صرف ایک ہی صاحب کو دخل در معقول کا اختیار ہے جنکے بابت مولانا سعدی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مستطاب یعنی گلستاں میں اشارہ فرما گئے ہیں کہ

"زیر بار درختے سوارم نہ چو شتر زیر بارم
نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم"

یہ سنتے ہی موکل صاحب مسرت سے اچھل پڑے اور کہا کہ ابھی میں خوب سمجھ گیا یہ تو ہمارے دوست علامہ خان شمس العلماء درواز گوش کا ذکر ہے۔ یہ فرماکر فوراً روانہ ہو گئے شمس العلماء کے در دولت پر دق الباب کیا حضرت برآمد ہوئے مقدمہ کی نوعیت بیان کی سوال و جواب شروع ہوگئے۔

شمس العلماء۔ ہاں میں سمجھا مقدمہ پیچیدار اور خطرناک ہے اگر مغل اعظم کے صاحبزادہ والا تبار کو زیادہ غصہ آگیا تو ممکن ہے کہ علامہ ابوالفضل کے پہلو میں تمہاری قبر بھی بنادی جائے۔

موکل۔ بھئی واہ دوست بجائے تسلی و تشفی کے تم تو ناجائز دھمکیوں سے اور بھی میری جان نکالے لیتے ہو

شمس العلماء۔ جی ہاں مقدمہ ہی کچھ ایسا نازک ہے۔

موکل۔ پھر کچھ تدبیر کرنا چاہیے میں نے سنا تھا کہ آپ کا ایوان نشست دار القضا ہے مگر میرے لیے تو دار القضا ہو گیا ... ورنہ بیت الخلا ہو جائیگا

شمس العلماء۔ سنو صاحب تم سے بڑی غلطی واقع ہوئی ہے کہ تم نے اپنی بی بی یعنی اللہ رکھی کی اصل کا نام نورجہاں بیگم رکھ لیا۔

موکل "خیر اب تو یہ بیوقوفی ہوگئی"

شمس العلماء "تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں"

موکل "آپ سب کچھ کر سکتے ہیں آپکے اختیارات بہت وسیع ہیں ہندوستان کے تمام کاغذ اخبار آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں آپ چت کو پٹ اور پٹ کو چت کر سکتے ہیں خدا کے مقدس بندوں کے لیے علم الملکوت مقدم جنکی سالکان وادی برہوت سے لیکر فتاس کتاب اخلاق ناصری۔ واقف مقامات و رباعی وحنائی قاطع اشجاد دین وملت۔ واقف اسرار حرمت و جنت بارہ پیاسے عدالت دیوانی و فوجداری محکمہ ... آبکاری۔ نباض نبض مردگان ... کا سلسلۂ خاندان ... صدر نشین انجمن ... عمامہ پیچ صورت حرام۔ سالک مسالک شیطان خصائی۔ آبرو ریز کلاہ و جنوبی وشمالی"

شمس العلماء۔ سنو جی میں ایسا فضول آدمی نہیں ہوں کہ بیکار اپنا وقت خراب کروں اس اہم مسئلہ میں روپیہ کا خرچ ہے اگر محنتانہ کافی دینے کا اقرار کرو تو میں ابھی جواب دعوے لکھنے کی تیاری کروں

موکل "بسروچشم گھر کا پٹی پٹارہ بیچ کر میں آپکی خدمت کرنے کو موجود ہوں محنتانہ بھی لیجیے اور شکرانہ بھی"

شمس العلماء "تو بس چلو اندہ گرم کرد"

موکل "تو کیا حضور نے ہندوستان کے قانون سے میرے مقدمہ کے نوعیت کی کوئی نظیر تلاش کر لی"

شمس العلماء "ہزاروں لاکھوں"

موکل "ذرا مجھے بھی سنا دیجیے"

شمس العلماء "سنو۔ شعراء حال کے ناموں کے ساتھ تم ہمیشہ دیکھتے ہو گے کہ ایک خطاب کا دم چھلا لگا ہوتا ہے مثلاً فصیح الہند لسان الملک افتخار الشعراء خاقانی ہند فیرہ وغیرہ جانتے ہو کہ یہ القاب کس سلطنت سے عنایت ہوئے ہیں"

موکل "غالباً گورنمنٹ سے موجود ہے"

شمس العلماء "لاحول ولا قوۃ گورنمنٹ کو کیا غرض ہے کہ ان دو دو ٹکوں کے حماقت شعاروں کو خطاب دیتی پھرے"

موکل "تو پھر کیا یہ خطابات برسات کے آسمانی پانی کے ساتھ عالم بالا سے جانب اہل ستر شح ہوتے ہیں"

شمس العلماء "بھائی جان اس آزادی کے زمانے میں

ہر شخص کو اختیار ہے کہ خانہ ساز مشین سے ہر طرح کا کام لے مثلاً کسی بیٹے کا باپ بیب ہے تو بیٹے کا فرض ہے کہ اپنے پدر بزرگوار کو جھنڈے پر چڑھائے اور نامور باپ کا بیٹا بننے کے لیے خانہ ساز مشین کو حرکت میں لائے اور جناب والد علامی جیسے نورالمشیخ الرئیس شفائی خان ثانی ارسطو جاہ وغیرہ وغیرہ خطابات عنایت فرمائے۔ اور اگر کسی باپ کا بیٹا شاعر غرا ہو تو باپ اپنے فرزند سعید و رشید کے لیے شہرت کا گرم بازار بننے خاقانی ہند بلبل شیراز کلیم اللہ ہر لسان الہند لسان الملک محقق طوسی وغیرہ وغیرہ یہ خطابات استعمال کرسکتا ہے خطابات کا تبادل آپس میں خیالات کے مبادلت کی صورت میں ہوسکتا ہے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔

موکل بہت ماشاء اللہ کیا عمدہ استدلال ہے۔

شمس العلماء۔ اب میں تمہارے خیال کو کس تاریخی حکمت کی جانب رجوع کرتا ہوں جب احمد ابو العباس سفاح نے خلافت بنی امیہ کا قلع قمع شروع کیا تو عبدالرحمٰن اموی نے بڑے استقلال سے یہ شعر پڑھکر دار الخلافت سے اپنا بوریا بدھنا اٹھایا۔

کوئے جاناں سے خاک اٹھینگے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

یہاں تک کہ اندلس میں ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تیار ہوگئی۔ اس سنت قدیمہ کے زندہ رکھنے والے اسوقت بھی موجود ہیں چنانچہ ایک فرسودہ دماغ سرکاری بچھو نے جب ممبری اسمبلی سے ڈفیٹ (شکست) کھائی تو وہی انجمن شوریٰ کی خود ساختہ مشین کام آئی دار المرت سے گرگ باراں دیدہ نے اپنی جھینپ مٹانے کے لیے ایرا غیرا نتھو خیرا چار ممبر خانہ ساز سے اینگھر کے ایک کمرہ کو اسمبلی کا اجلاس مقرر کر کے عمل درآمد شروع کردیا۔ لیجیے اب اس اسمبلی کونسل سے ہر سال بڑے بڑے عہدہ دار پیدا ہوکر ریاست کے نظم ونسق کے رکن اعظم بنیں گے۔

بیچارے کی ہمت پست ہوگئی ورنہ حاجی بھی حاجی ہستہ گردہ

ہوا سما گئی خود کو ہما سمجھتا ہے
گلی میں جاکے تری دُن لگے کبوتر کو

مولانا۔ کورنش۔ خاکسار دو بار نے "سبیل" کا اشتہار دیکھا جسمیں اہل زبان "اخبار نویس" کی ضرورت درج ہے اور وہ ایراد بھی ملاحظہ فرمایا اسے تو پہ مطالعہ کیا جو اضطراب کے چلتوں ہمارے پنجاب کے مقتدر اہل قلم "زمیندار" کے "اہل زبان" کی شرط پر وارد فرمایا ہے۔

پھر اس ایراد پر "مدینہ بجنور" نے جو رقم جمایا وہ بھی نظر سے گزرا ان سب مراحل کے بعد آپ کا محاکمہ بھی نظر فروز ہوا آپ جانتے ہیں کہ جب تک پانی سر اونچا نہیں ہوجاتا اسوقت تک بندہ قلم کی پتوار نہیں چلاتا دوسری اور تیسری جولائی کے زمیندار پر نگاہ جا پڑی تو دیکھا کہ بات بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ "بزدری سنبھل کے بیٹھو" اسلیے کہ آپ سے تم اور تم سے تو کی نوبت آچکی افکار وحوادث کا سیلاب بڑھ گیا۔ پھر او بھتراؤ شروع ہوگیا چار دن میں موضوع بحث عنت ربود اور محققانہ گالم گلوچ شروع ہوجائے گی۔ اگر فکر میں حادثہ حلول ہوا یا حادثہ میں فکر مدغم ہوگئی تو اس سے زیادہ کی امید رکھنی چاہیے لہٰذا اوّل حادثہ لکھ ڈالوں اسکے بعد اس کی زیادتی کا سبب بیان کردوں تاکہ بہوت عنقریب نہ پائے۔

حادثہ "اشتہار سبیل" ایک اہل زبان اخبار نویس کی ضرورت ہے۔

خلاصہ افکار زمیندار "اہل زبان کی شرط غیر ضروری ہے کیونکہ پنجاب میں بھی زباں داں اخبار نویس موجود ہیں۔ غالباً پنجابیوں کو درخواست بھیجنے کی اجازت نہیں خواہ وہ اہل زبانوں سے اچھا ہی لکھ سکتے ہوں۔ الیٰ آخر ما قال۔

خلاصہ تعریض مدینہ۔ لاہور کی زبان دانی بھی قابل ملاحظہ ہے لاہور کا ایک قدیم اور کہنہ مشق رسالہ جو سارا اردو کے شباب کا حامل ہے مئی ۲۳ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے اور وہ

سال بھر دودھ دیتا رہتا ہے چار او نس یومیہ دودھ دیتا ہے صرف دودھ دیتا ہے ....
امید کہ آیندہ جدید تبصرہ کو غلط مشورہ دینے سے احتراز کیا جائے گا۔

خلاصہ افکار زمیندار۔ "مدینہ بجنور" کا اخبار جو بجنور کے جوہڑوں میں رہتا اور مدینہ منورہ کے محلوں کے خواب دیکھتا ہے بہت جز بز ہوا حالانکہ اسکے مدیر صاحب کسی طرح بھی اہل زبان کہلانے کا حق نہیں رکھتے۔ غالباً آپ کو یہ شکایت ہوگی کہ زمیندار نے امرتسری صاحب کو مشورہ دیکر آپ کی دلی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ پہلے کچھ بعید نہ تھا کہ مدیر مذکور کو اس جدید الشیوع اخبار میں ملازمت مل جاتی لیکن زمیندار نے خواہ مخواہ بیچ میں دخل دیکر ان کی روزی کا دروازہ بند کردیا ...... ہم انکی سفارش کرنے پر آمادہ ہیں .... آپ نے (مدینہ) اپنے مقالہ افتتاحیہ کی پہلی سطر میں لکھا ہے "مہاتما جی نے مسلمانوں کو لاتعداد اکرو باد اور لڑا کو قرار دیا ہے"

اکرو باد اور لڑاکو دونوں مجہول المعقول لفظ ہیں۔ ..... اکرو ہندی اور باد فارسی ان دونوں لفظوں کو ملا دینے اور اسم فاعل قیاسی بنا لینے کا اعجاز علیگڑھ کی غیر مکمل تعلیم اور مدینہ کی غیر مکمل اخبار نویسی کے شایان شان تھا۔

پھر لڑاکو ملاحظہ ہو..... اب تک فصحا لڑاکا ہی بولتے رہے ہیں اگر قارئین کرام کو یقین نہ ہو تو کسی اہل زبان سے پوچھ دیکھیں ....

اعتراض ظریف پنچ دہلی۔ اہل زبانوں کی ترکیب آپ ہی کا حصہ ہے۔

مولانا اودھ پنچ کا محاکمہ۔ میاں مدینہ جب تم سمجھتی کہ اگر شامت کا مارا اہل زبان اپنے مصنفین و موجدین زبان کے گھیرے میں جاکے نکو بن گیا جیسے کہ ہمارے زمیندار صاحب ہیں تو اسکا صبر سوز تبصرہ مدینہ کی جان پر پڑنے لگا۔ اب اہل زبان کے خدمات کی ضرورت نہیں۔ ان موجدین کو جسقدر محاورات بے محل استعمال کرتے

استعمال کر چکے، مثال کے سوا دو پر اطلاع حاصل کیے بغیر تصرف ہو چکا۔۔۔۔۔۔ ایسی تو بیچاری زبان ضرور خدمت اہل زبان سے بے نیاز ہے۔۔۔۔۔۔ واقعی دونوں شقیں ہیں تو پھر منقول ہو سبب ہے کہ جاہل اہل زبان ڈومنی کے بچے باز جیسے باز طرار دغیرہ چاپ باز کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ لڑاکو بہت لڑنے والے مرد کو اور لڑاکا سب لڑنے والی عورت کو بعض اوقات مرد کو بھی کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

ان انکار رد حوادث کے بعد معاصر مدینہ نے ایک گھن گرج کا مضمون (۲۵ جون کی اشاعت میں) زمیندار پر کھینچ مارا۔ اور اُس سے بڑھا چڑھا مضمون میاں زمیندار نے ظریف پنچ دہلی اور مدینہ پر لکھ ڈالا۔ (۲۲ جون و ۳ جولائی) جن سے ہم قطع نظر کرتے ہیں۔ کیوں؟ بوجہ اسبق! یعنی اب اعتدال کے دائرہ میں بحث کا پہلو نہیں رہا۔ تہذیب وتحقیق فی الحقیقت ومکابرت کا لباس پہننا چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قسم مضمون نگاری کی اقسام ظرافت میں داخل نہیں ہے۔

ہاں ہم ۳ جولائی کے زمیندار میں جو مضمون چھپا ہے اسکے بعض حصص کا جواب دیتے ہیں۔

زمیندار صاحب فرماتے ہیں "اب تک تو ہم "مدینہ" و "ظریف" ہی کی بیخبری پر متاسف تھے۔ لیکن اب تو اودھ پنچ بھی آکے اس قطار میں مل گیا"

بندہ ادبار "بیشک جو شخص غلط دعوے کو جسمیں التماس الاصل کا منطقی سقم موجود ہو تسلیم نہ کرے وہ "بے خبر" نہیں تو اور کون ہے۔ مگر حضرت اسے

ہمارے پیر مغاں سے کچھ پڑھے آکر
یہ آج حضرت واعظ نے کیا قیامت کی!

زمیندار "حالانکہ ہم ازکم اُسکو ہمارے "پوزیشن" سمجھنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیے تھی"

بندہ ادبار "حضرت "پوزیشن" تو ہم جانتے نہیں کیا بلا ہے تو آپ کی خاطر سے کہہ دیں پوزیشن کا لفظ معلوم ہے ترجمہ مجہول۔ منشی نواب الدین صاحب مرادت سے پوچھینگے اگر انھوں نے معنے بتا دیے تو پھر جملہ کا مطلب سمجھ کے جواب دینے کی کوشش کریں گے"

زمیندار "آخر یہ کس جگہ سے ہم نے کہا ہے کہ اہل ملک کو زبان اُردو سیکھنے میں لغات دہلی و لکھنؤ سے استصواب نہ کرنا چاہیے"

بندہ ادبار "معلوم نہیں مگر سبیل ہے کہ یہ جو انکار رد حوادث بذریعہ الفاظ ادا ہوئے ہیں



"سگِ لیلےٰ سے مُنھ چڑا اگر لیلےٰ سے الفت ہے"

اُنکا لہجہ ملاحظہ فرمائیے۔

زمیندار "اب حضرات دہلی ولکھنؤ کو زیادہ روشن خیال ہونا چاہیے وہ پُرانا زمانہ گزر گیا جب عربوں کی طرح آپ تمام باہر والوں کو عجمی کہتے تھے۔ اور چند گھریلو محاورات پر اترائے پھرتے تھے"

بندہ ادبار "بہت خوب ہم آئندہ باہر والے محاورات پر اترایا کرینگے مگر صاحب ہمیں تو سیکھنا ہے جب سیکھ سکیں گے تو اترائینگے۔"

زمیندار "چونکہ پنجاب میں جرائد و رسائل اور کتابوں کی بھرمار دوسرے صوبوں سے زیادہ ہے اس لیے اہل پنجاب حق رکھتے ہیں کہ پنجاب کو اردو کا سب سے بڑا خادم سمجھیں"

بندہ ادبار "منع کون کر سکتا ہے مگر استصواب" اُردو سے کیا جائے گا یا اُن "اہل زبانوں" سے جو چند گھریلو محاورات پر اترائے پھرتے ہیں؟ یا تو یہ حق کمزور ہے یا اسکا استصواب جھوٹا۔

زمیندار "اتحاد مقصد بھی عجب چیز ہے جس پر افسوس کا اظہار ہو کہ زمیندار کے ایک خلصانہ اشارے پر کوہ گیسار کی غلطی کا پہاڑی بولنے والا اخبار ہند؟ اور ہندوستان کے مشرقی تمدن کے آخری مرکز یعنی خاک پاک لکھنؤ کا بہترین پرچہ جسکو فخر ہیں دہلی (دعوی) جیسی زبان عطا ہوئی ہے دونوں ایک ہو گئے"

بندہ ادبار "یہ اخلاص تھا کس کے ساتھ! سبیل کے ساتھ یا "اہل زبانوں" کے ساتھ یا اُن زبان دانوں کے ساتھ جنھوں نے تعلیمی یا کتابی ذریعہ سے ذوق سلیم و شوق ومحنت کے آئینہ پر جلدی۔ اور حضرات لکھنؤ و دہلی سے زیادہ روشن خیال ہو گئے۔ یہ جناب کی روشن خیالی ہے کہ بعض الفاظ کی نسبت جو رائے دی گئی وہ "پراونشلزم" پر محمول ہوئی غلطی ہم سرزد ہو یا کسی سے غلطی ہی رہتی ہے"

زمیندار۔ "ہمیں افسوس اول الذکر پر نہیں آخر الذکر پر ہے جو کعض ہم صوبہ ہونے کی ہمدردی کے سبب سے "اکھاڑ باز" کی ترکیب کو درست بتا رہا ہے"۔

بندہ ادبار "افسوس کے مرض کا علاج تو ہمارے پاس نہیں مگر اکھاڑ باز کی تصحیح میں ایک باریکی ہے۔ باز۔ وان۔ دار۔ بردار وغیرہ اواخر کلمات ہیں (سفکس) جو فارسی سے اُردو میں بجبر حاصل کر لیے گئے ہیں یہ ضم انگلوں کا ہے جاما نہیں ہے۔ جیسے اُردو الفاظ کے ساتھ ان کا تال میل ہو گیا ہے اور ان کے بعض کلمات اردو میں موجود نہیں۔ چپے باز۔ دل لگی باز۔



ہندوستان :- ارے ڈوبے ارے ڈوبے "

وزارت ہند :- ڈوبتے ہو تو ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ صرف گال پھلاؤ اور چیخ کے مدد کے لیے بلاؤ "

(یعنے ہاتھ چلانا ڈوبتے وقت بھی غالباً بغاوت میں داخل ہے)۔

اوگالدان - پاندان - سمجھدار - چوکیدار - برچھی بردار - قلم بردار - اور اسی قسم کے ہزاروں لفظ اُردو میں موجود ہیں - اگر کسی نے اکڑباز کہا تو ادبی قیاس کے خلاف نہیں کہا - چاہیے وہ غریب آپ کے رعب میں آجائے اور اپنی غلطی کا زبردستی اقرار کرلے بعض اوائل کلمات (پریفکس) بھی ہیں جو فارسی سے اُردو میں بجا تاخذ کیے گئے ہیں۔

مثلاً بے چین بے بس - بے گھرا - بے ڈھنگا - خدا جانے وہ کون سے اہل زبان ہیں جنھوں نے بے چین اور بے بس کی ترکیب میں عیب نکالا؟

"زمیندار" اب معلوم ہوا کہ محاورات کے علاوہ اس قسم کی "اٹل بے جوڑ" ترکیبیں بنانے کا حق بھی اہل زبان ہی کو حاصل ہے اگر صوبۂ متحدہ کا کوئی اخبار اکڑباز لکھ دے تو وہ درست ہے لیکن اگر پنجاب کا کوئی اخبار "سنسنی خیز" کی ترکیب گھڑکر شائع کرے تو "اہل زبان" بھبے جامہ کر دیتے پڑجاتے ہیں آخر اسکے کیا معنی ہیں؟

"بندۂ ادبار" اسکے یہی معنی ہیں کہ "خیز" کو بطور اواخر کلمات آجتک اُردو نے فارسی سے مول لینا تو بڑی بات ہے عاریۃً بھی نہیں لیا - جس طرح ہم نے اپنا دعوے ثابت کیا ہے آپ بھی ثابت کردیجیے - گدگدی خیز - جھنجھنی خیز یا سنسنی خیز! مجال ہے تا کبھی کسی کی زبان سے سُنا ہو تو حوالہ دیجیے۔

سنسنی خیز کو سمجھدار پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

یہ جو کچھ لکھا گیا ہے اس قصد سے نہیں ہے کہ "مدینہ" کی حمایت زمیندار کے مقابلہ میں کی جائے کوئی جھگڑباز لکھتا ہے کوئی اکڑباز ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں بلکہ معترض علیہ لفظ کی تصحیح مقصود ہے - جو کہ اودھ پنچ کے فرائض میں داخل ہے - آپ دونوں صاحب دل کھول کے لڑلیے۔

ابتداً تو ہمنے عمداً بعض الفاظ (مثلاً اخبارات، خواہشات، نگارشات، صداقت بمعنی صدق، دلی شنیدہ وغیرہ) غلط استعمال کیے کہ دیکھیں لوگ ٹوکتے بھی ہیں یا نہیں مگر کسی کو اس طرف ملتفت نہ پایا تو خود ہی اعلان کردیا کہ یہ الفاظ غلط ہیں - اسی طرح شعرِ پنجاب ڈاکٹر سر پروفیسر اقبال کے شعر پر غلط اعتراض کیا کہ آمیں ایطاء ہے کلکتہ سے ایک صاحب "رسالت" نکالتے تھے انھوں نے چند صحیح اعتراضات پر تو حملہ کیا لیکن جو اعتراض غلط تھا اُسکے پاس بھی نہ پھٹکے ہمیں معلوم ہوگیا کہ مجیب اصل فن سے بالکل کورا اور بے مادہ شخص ہے اس سے تخاطب فضول ہے بس آپ کا یہ فرمانا کہ "ہر شخص اسکو حاصل کرسکتا ہے" بالقوہ صحیح ہے اور بالفعل نادرست - دُنیا اندھا دھند تقلید پر مائل ہے - اگر کسی اولل جلول آدمی نے "سنسنی خیز" کہدیا تو دوسروں نے فوراً اسے اختیار کرلیا اب جہاں دیکھیے سنسنی خیز صاحب ہی بلاے موجود ہیں - اُردو اگر کام ہند کی زبان ہے تو ہم خوش ہیں ماخذ الحوض لیکن یہ فریضہ صرف اہل قلم کے ذمہ عائد ہوتا ہے کہ خود صحیح نگاری اور تحقیق سے کام لیں تاکہ پیرونی مقلدین کے واسطے دلیل راہ بن سکیں - ہمارے پیش نظر بعض ادبی رسائل ہیں اُنکے مالک یا مولف ڈیڑھ ہاتھ کا خطاب اپنے نام کی دُم میں جوڑتے ہیں جب اُنکی عبارت نگاہ کے نیچے آتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ ایسی ملعات حضرت کو قلم اٹھانے کی جرأت کیونکر ہوئی؟ ایک صاحب لکھتے ہیں جہاں العمر دوسرے صاحب تحریر فرماتے ہیں بر بنیۂ تحقیقات تیسرے صاحب لکھتے ہیں "لب سڑک" اور بے اختیار ایک شاعر کی حکایت یاد آجاتی ہے جو مبرد اور شعرا ہوا تھا اتنے میں سامنے سے کوئی مسافر آیا - شاعر نے پوچھا "من این" (کہاں سے آتے ہو) مسافر نے جواب دیا "من البغداد" (رکھنا چاہیے تھا من بغداد) شاعر متحیر ہوا - مسافر چند قدم آگے بڑھا تھا کہ دوسرے صاحب بستر بغل میں دبائے دکھائی دیے ان سے بھی پوچھا "من این" انھوں نے فرمایا من بصرہ (کہنا چاہیے تھا من البصرہ مگر الف لام کہاں گئے) شاعر نے جھلّا کے ایک گھونسا رسید کیا اور کہا تمہارا الف لام اگلا مسافر چرائے لیے جاتا ہے جلدی جاکے اُس سے لے لو - پھر جسقدر جلدی ممکن ہوا اُس شہر سے بھاگ گیا تاکہ بےقاعدہ گفتگو کی سماعت سے کانوں کو محفوظ رکھ سکے۔

"زمیندار" اہل زبان کے سب سے اچھے اور مستند ترین اخبار کو دیکھیے تو وہ "اکڑباز" جیسے ثقیل ترکیب کو جائز بتارہا ہے"

"بندۂ ادبار" ثقیل ترکیب یعنی غیر فصیح ترکیب اسوقت زیر بحث نہ تھی جب مولانا اودھ پنچ نے "اکڑباز" کے مماثل دیگر الفاظ پیش کیے تھے اسوقت جواز و عدم جواز کی بحث درپیش تھی اگر آپ اسیوقت ثقل کا دعویٰ کرتے تو ضرور قبول کیا جاتا اور اب بھی ہم قائل ہیں کہ یہ لفظ فصحاے وقت کی زبان سے تعلق نہیں رکھتا - اُمید ہے کہ ان چند کلمات سے زمیندار صاحب کو تسکین ہوجائیگی۔

راقم خاکسار ادبار اللسان عفی عنہ

مسٹر پنچ کا پوسٹ بیگ

لندن اور جنگ

تین چیزیں لڑائی کا مشہور گھر تھیں زر، زمین، زن۔ خدا کا شکر ہے کہ ان میں سے ایک نے لنگوٹ کھول ڈالا یعنی لندن کی نمائش میں عورتوں کی کانفرنس ہوئی اور لیڈی ابرڈین نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جیسی آجکل جھاڑ نیا کلکل ساری دنیا میں ہے ہم نے ابھی تک اسکے روکنے کی فکر نہیں کی اب ہم چاہتے ہیں کہ لڑائی بھڑائی بالکل الغت ہو جائے۔ نکوڑا اندروالا ابھی یہ کہتا تھا کہ تم بیچاریاں دھان پان ہو بھلا لڑائی کو مردوؤں سے تمہارا بس کیا چلے گا مگر اب تو ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ جنگ نہ ہونے دینگے بھلا دیکھیں تو مردوؤں کی مجال ہے جو مورچے پر جائیں؟۔

واقعی یہ فرقہ اگر دل پر رکھ لے تو جن سروں پر لندن چڑھا ہے انھیں ضرور مورچے سے پھیرا سکتا ہے۔

—بدبلا—

محنت

ایک مشہور مثل ہے خدمت سے عظمت ہوتی ہے اور خدمت کا دوسرا نام "محنت" ہے اس نام کا ایک ہفتہ وار پرچہ کانپور سے مولوی واحد یار خان صاحب بی اے سابق مدیر "نئی روشنی الہ آباد" نے جاری کیا ہے نئی روشنی ایک نامور اور مقتدر روزنامہ تھا تا زمانۂ قیام اپنے مقاصد کو اچھی طرح انجام دیتا رہا اور بند بھی ہوا تو نیکنامی کے ساتھ۔ وہ اس شناعت کا مرتکب نہیں ہوا کہ غیروں کے دستِ کرم پر زندگی کے دن پورے کرتا۔ امید ہے کہ "محنت" بھی جو کہ مزدور اور مزدوری کی حمایت میں شائع ہوا ہے اپنے خدمات اچھی طرح انجام دے گا۔ شرح قیمت پر ہمارے نام کی چٹھی چپکی ہوئی ہے لہذا بذریعہ تحریر دفتر محنت کانپور سے دریافت کیجیے۔

ایک مشکل مسئلہ

ایک معاصر کو ٹیلیفون کا آلہ سنبھالتے ہی جن مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے لیجیے کہیں تو کیا کہیں "آپ کہاں سے بول رہے ہیں" "آپ کدھر سے بول رہے ہیں" "آپ کس جگہ سے بول رہے ہیں" "آپ کس مقام سے بول رہے ہیں" ان میں سے ہر ایک فقرہ ذم کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ آپ دہلی و لکھنؤ کے "اہل زبانوں" سے عقدہ کشائی چاہتے ہیں۔ عموماً لکھنؤ میں ٹیلیفون سے بات چیت کرنے والا سوال کرتا ہے "آپ کہاں ہیں" لیکن اگر "بول رہے ہیں" کا جملہ جزو لاینفک ہے تو "سے" زائدہ ہے اسے گرا دیجیے اور سوال کیجیے "آپ کہاں بول رہے ہیں" اس سوال سے ذم کا پہلو نکل جائیگا۔

—ب—

دورنگی

طلاق کا ایک نام دورنگی بھی ہے مگر دورنگی کا اطلاق ایسے محل پر ہوتا ہے جہاں ظاہر اچھا اور باطن خراب ہو پھٹے پرانے کپڑوں میں صاف باطن روشن ضمیر اولیاء اللہ اکثر دیکھے گئے ہیں گزشتہ نمبر میں ہمارے مہربان "حقیقت" صاحب نے کسی [illegible] (زبردست) یادرع کا مضمون شائع کیا تھا کہ اودھ پنچ کا کاغذ اچھا نہیں ہوتا۔ ابھی ہفتہ سے کاغذ بدل دیا گیا ہے مگر ٹائٹل پیج حنائی کاغذ پر اس سال کے آخر تک چھپے گا کیونکہ سال بھر کا ذخیرہ یکمشت جمع کیا گیا تھا۔ جو لوگ فائل رکھتے ہیں ایک سال کے بعد انھیں اس سفیدی کی خرابی خود ہی معلوم ہو جائیگی اب دیکھنا ہے کہ میاں "حقیقت" اس تبدیل سیاہ کا اعلان بھی کرتے ہیں یا مرد تنقیص ہی تک میاں کی طبیعت محدود تھی۔

مطلب سعدی

لکھنؤ کا نیا اخبار جواب خالی کھوری ہی سے پیٹ نہیں بھرتا کھوری کے ساتھ مستقل حلوا بھی نوش کرتا ہے "ہمدم" کے متعلق وہی چال چلا ہے جو ایک طفیلی (مفت خورے) نے اپنے لڑکے کو بتائی تھی کہ بیٹا اگر کہیں دعوت میں جانے کا اتفاق ہو اور جگہ تنگ ہو تو فوراً اپنے پاس بیٹھنے والے سے کہو۔ حضرت معاف کیجیے گا شاید آپ کو میری وجہ سے زحمت ہو رہی ہے۔ وہ آپ ہی تھوڑا سا کھسک جائے گا۔

نیا اخبار کی دیکھا دیکھی بعض دیگر جرائد بھی ہمدم کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ رکھتے ہیں کبھی لکھا کہ اخبار کے سید جالب سا قابل ایڈیٹر ہمدم سے جدا ہوتا ہے بھلا نقصان کا اچھا لگے گا کبھی شائع کر دیا کہ سید جالب نے استعفا دیدیا۔ کبھی بے پوچھے گچھے بے طلب کیا نا مشورہ دیے بیٹھے گئے کہ ہمدم کو شیعہ آرگن بنا دینا چاہیے ... ہمارا محمود آباد کے بانی و مالک میں اور شیعوں کے متعلق بالکل کوئی پرچہ نہیں ہے لہذا یہی ترکیب مناسب ہے؟ ان خیر خواہیوں میں غریب ہمدم کا اچار نکالا جاتا ہے خیر! کہتے ہیں "دم واپسیں کا اعتبار ہی کیا" نامہ نگار کہتے ہیں چراغ سحری سے کون لو لگائے۔ متعصب سنّی کہتے ہیں "لاحول ولا قوۃ" غرض سفرۂ دعوت پر طفیلیوں کا مجمع ہے جدھر چاہتے ہیں سرکاتے چلے جاتے ہیں۔ بظاہر خیر خواہانہ کلمات ہیں۔ کوئی گرفت کر سکتا ہے؟۔

سلطان المدارس حسین آباد

یہ ایک مذہبی درسگاہ ہے اسکے درجہ منتہی کا نام "سند الافاضل" ہے۔ سند الافاضل کا امتحان آج تک جتنے لوگوں نے دیا وہ ماشاءاللہ ریش دراز بزرگ تھے لیکن فی الحال خاندان قدیم اجتہاد کے ایک ممبر مولوی سید علی نقی صاحب نے اس درجہ کو طے کیا انکی عمر ۱۷-۱۸ سال ہے خوبی یہ کہ اپنے ساتھیوں میں سب سے گوئے سبقت لیگئے۔ یہ ہمارے دوست ہیں ہماری دعا ہے کہ جدید سند الافاضل کی داڑھی مونچھیں جلدی سے طویل ہو جائیں تاکہ ان کے ساتھی ان کو دیکھ کے نہ جھینپیں۔

ملا گاما کی بحث اور مکتوب ایرانی کا بقیہ حصہ ابھی شائع نہ ہو سکا آیندہ نمبر میں دیکھا جائے گا۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا کے
یہ امید رکھتے ہیں کہ ظرافت کی اور بلاغت برجستہ مضمون نگاری
کی قابلیت، ذیری کی ستعدادت وغیرہ کا کافی واقفیت
ہو گئی اُن کی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔
ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے
ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب نمونہ
کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں
یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک
سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے
سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت
کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں
اور نفس مضمون بھی انکے مذاق کے موافق پائیں
تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ سے بیزار نعمت کمائی ما
بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ
ڈاکخانہ کو سکار ت دکھانے کے مساوی ہے لہ
حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول
زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود ہونا تاریخ کی
زحمت سے بچیں بعد ورود نمونہ کی جگہ جاتا رہنا بھی معرض

(۳) بعض قدر دان دفتر سے ختم مدت خریداری کی
اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے
تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا انتظار نہ کیا اب
جتنے پرچے اس عرصہ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا
بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ انکی تعمیل ارشاد
صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہو

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف
۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں ہفتہ در شام
کی صورت میں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگائیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے
تو خود خریدار ہو جانے سے پورا اس قدر دانی ادا نہیں ہو
بلکہ خود جس احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش
کیجیے قولہ خیر الناس من ینفع الناس۔
والسلام۔

منیجر

اعلان باحلف

دعا مفید المحبت مع روحنی منتر

مبتلا گر آپ کسی کے عشق کے مبتلا ہیں یا آپ کو نہ ملتا ہو خواہ
... ہو یا کسی حاکم افسر کو مہربان کرنا چاہتے ہو
حسب منشا شادی کرانا چاہتے ہو فوراً اہل اسلام دعا
محبت اور اہل ہنود روحنی منتر منگا کر آزماویں روحنی منتر سے
مطلوب تین یوم میں اور دعا محبت سے ۱۰ یوم میں ضرور معشوق
مل جاتا ہے دعا محبت صبح کے وقت صرف ایک دفعہ پڑھی
جاتی ہے جو پانچ منٹ میں ختم ہوتی ہے روحنی منتر ۲ یوم
پڑھا جاتا ہے ہدیہ کچھ نہیں صرف ۸ روپیہ مصارف عمل اور
غربا سے ۴ علاوہ محصول لیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس مفید
اعلان پر بھی اعتبار نہ کریں آپ کی قسمت۔ جنتر کت
زہرہ عشق کامل ۵ عمل بتا ۸ دلفریب ۲ مفتاح الغیب ۱۸
ماہ پیکر ۶ رونق النسا باتصویر ۸ ملنے کا پتہ۔

بہادر حشی بکڈپو ڈاکخانہ نانوتہ ضلع سہارنپور

شرائط ایجنسی

(۱) سہ ماہی پرچہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کیجائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچا ہوا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۱۰ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں
شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ۷ علاوہ محصول ڈاک
(۲) جلد ۱۹۱۱ء کے دو نمبر ابھی نہیں ملے ہیں انشاءپردازی کے
بہترین نمونہ موجود ہیں مگر خاص مضامین کے شائقین کو
فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد ۷ علاوہ محصول ڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسم گرما کا تحفہ

جدید طریقہ کے تیار کردہ شربت جنکی دھوم سالہا سال سے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشرہ اور ولایتی عطریات کی ترکیب بے نظیر ہیں مناسب ہیں دلاویز ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون اور راحت آنکھوں کو بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں ۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ	شربت بادام	شربت کیسرو	شربت بید مشک	شربت کیوڑہ	شربت ادرک ولایتی	شربت نقرہ وسیم	شربت انار
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار
عرق بید مشک لاہوری	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	شربت انگور	شربت انناس	شربت نارنج	شربت لیمو	شربت رنگترہ	
فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	فی بوتل عار	

"ارزاں بلعت گراں بحکمت" کے مقولہ کو یاد رکھیے "ولایتی اسنس و شکر سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت طلب فرمائیے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور پورا حق محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہر ایک کو گوئیا

اور

نیکسٹ اموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قابل بنادے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

جس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں جاننے والے جانتے ہیں کہ ستا حال موسیقی کے جزو علمی و عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی ہے اسی کتاب کا

حصہ دوم

چھپ چکا ہے ۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

بیرنے

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی لوگوں کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں ۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی للعہ فی جلد ۔ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر ۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ